سلسلہ اشاعت نمبر 57

جو شخص ہدایت آ جانے کے بعد رسول اللہ (ﷺ) کی مخالفت کرے اور سبیل المؤمنین سے ہٹ جائے تو ہم اسے وہیں پھیر دیں گے جہاں وہ جا رہا ہے اور اسے جہنم میں ڈال دیں گے اور وہ برا ٹھکانا ہے۔

(سورۃ النساء، آیت: 115)

آئینہ غامدیت

تعارف اور نظریات کی ایک جھلک

مرتبہ

عبد الوکیل ناصر

ناشر

ادارہ اشاعت قرآن وحدیث پاکستان

فون: 021-2214799

بسم اللہ الرحمن الرحیم

جو شخص ہدایت آ جانے کے بعد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی مخالفت کرے اور سبیل المؤمنین سے ہٹ جائے تو ہم اسے وہیں پھیر دیں گے جہاں وہ جا رہا ہے اور اسے جہنم میں ڈال دیں گے اور وہ برا ٹھکانا ہے۔
(سورۃ النساء، آیت: 115)

آئینہ غامدیت

(تعارف اور نظریات کی ایک جھلک)

مرتبہ
عبدالوکیل ناصر

ناشر: ادارہ اشاعت قرآن وحدیث
کراچی پاکستان فون: 021-2214799

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

قارئین کرام! السلام علیکم ورحمۃ اللہ

اس پرفتن دور میں جبکہ چہار سو فتنے ہی فتنے ہیں اور پھر یکے بعد دیگرے علماء کرام کا اُٹھ جانا بھی بہت ہی تکلیف کا باعث ہے۔ اللہ تعالیٰ مرحومین علماء حق کی مغفرت فرمائے اوران کے درجات بلند فرمائے۔ آمین

اس کسمپرسی کے عالم میں ہم میں سے ہر شخص کی ذمہ داریاں بڑھتی جارہی ہیں کیونکہ ہم دعوت وتبلیغ اور اصلاح معاشرہ جیسے عظیم کام کے قیام کی وجہ سے بہترین امت کا خطاب دیا گیا ہےاور یہ بافضیلت خطاب جبھی باقی رہ سکتا ہے کہ جب ہم اس کی بقا اور سلامتی کے راستے کو اختیار کریں اور وہ یہ ہے ہم دعوتی وتبلیغی ذمہ داریوں سے کماحقہ عہدہ برآ ہوں۔

ادارہ اشاعت قرآن وحدیث پاکستان حسب توفیق واستطاعت اسی ذمہ داری کو نبھار ہاہےاور مختلف موضوعات پرقلیل الحجم مستندوعلمی لٹریچر شائع کر کے خراج تحسین وصول کر چکاہے۔ والحمد للہ علی ذلك ۔

اس سلسلے کی کڑی زیرنظر کتاب ''آئینہ غامدیت'' ہے جس میں موصوف غامدی صاحب کی گمراہی پرمبنی افکارونظریات کاایک تعارف پیش کیا گیا ہے۔

اس سلسلے کی تفصیلی کتاب ''اصول اصلاحی وغامدی کا تحقیقی جائزہ'' زیر تکمیل ہےعنقریب شامل اشاعت ہوگی اور انشاءاللہ علماء، طلبہ اورعوام الناس کیلئے انتہائی مفید ہوگی۔

تمام قارئین سے اپنی دعاؤں میں یادرکھنے کی درخواست ہے۔ ادارہ

اس کا انکار کرنے والے۔

"قاتلهم الله انى يؤفكون"

ایسے گماشتوں اور تجدد کے دعوے داروں میں سرفہرست سرسید احمد خان، عبداللہ چکڑالوی، غلام احمد پرویز، مولانا فراہی، مولانا امین احسن اصلاحی اور ان کے نامور شاگرد مسٹر جاوید غامدی اور ان کے حواری ورفقاء اول الذکر چار، پانچ اشخاص تو جو تھے وہ تھے مگر غامدی صاحب؟

موصوف غامدی صاحب چونکہ ''میڈیا'' کے دور میں جی رہے ہیں اس لئے وہ ''کچھ زیادہ ہی'' آگے بڑھ گئے ہیں۔ ہر روز کوئی تحقیق و ''برھان'' سامنے آرہی ہے اور امت مسلم مزید یوماً فیوماً متفرق ومتشتت ہوتی جارہی ہے۔ مگر غامدی صاحب ماشاءاللہ ''امت وحدت'' کا راگ دن رات الاپ رہے ہیں۔

کوئی سمجھائے کہ ہم سمجھائیں کیا

''فتنہ عجم'' کی نشاندہی کرنیوالے ''غامدی صاحب''

غامدی نظریات کچھ اس طرح سے سامنے آئے ہیں کہ وہ دین اسلام کی تفہیم و تشریح میں انسانی فطرت وعربی محاورات یا دور جاہلیت کے اشعار کو بنیادی حیثیت دیتے ہیں اور احادیث کو روایات کہہ کر ثانوی یا ثالثی حیثیت دیکر اور بسا اوقات قرآن سے متصادم کا لیبل چسپاں کر کے اسے پس پشت ڈال دیتے ہیں۔ سنت کو ایک نئی تعرف دی کر اس کا مرجع ومأخذ تواتر عملی کو بتلاتے ہیں۔

اب اگر ہم بنظر انصاف دیکھیں تو معلوم ہوگا کہ جس چیز کو معتزلہ نے ''عقل'' سے تعبیر کیا تھا اور تمام نصوص منقولہ ومتواترہ پر اسے مقدم کیا تھا وہی کام غامدی اینڈ

کمپنی نے کیا ہے اور بس ۔ ۔ ۔ ۔ صرف نام کا فرق ہے ۔

جس طرح معتزلہ کا قاعدہ اصولیہ ومبادیہ ''عقل'' حق وباطل کا معیار و پیمانہ نہیں ہے (کیونکہ عقل ہر انسان کی جدا جدا ہے) بالکل اسی طرح غامدی اصول '' فطرت انسانی '' بھی حق وباطل کے پرکھنے اور حلال وحرام کے بتلانے میں '' میزان '' نہیں کیونکہ فطرت بھی سب کی جدا ، جدا ہوتی ہے ۔

اگر معتزلہ '' عقل انسانی '' کو کلی اختیارات دینے کی وجہ سے گمراہ قرار دیئے جاسکتے ہیں تو غامدی اور ان کے رفقاء بھی '' فطرت انسانی '' کو بلا دلیل مرجع اصول دین بنانے کی وجہ سے فضلوا واضلوا کا مصداق قرار دیئے جاسکتے ہیں ۔

نیز حلال وحرام کی تمیز کا پیمانہ '' فطرت انسانی '' کو قرار دینا اور مسئلہ تحلیل وتحریم کو شریعت سے خارج کر دینا بنفسہ شریعت سازی ہے اور شرک ہے ۔

" ام لهم شركاء شرعوا لهم من الدين مالم ياذن به الله"

لہٰذا حلقہ '' اشراق '' کو اگر حلقہ '' اشراک '' کا نام دیا جائے تو ہمارے خیال میں یہی صحیح ہے ۔

غلام احمد پرویز نے (جس کے کفر پر تمام علماء حق متفق ہیں) دین کی تشریح و تعبیر میں '' لغت '' کو معیار اول بنایا اور غامدی صاحب نے '' اشعار جاہلیت کو معیار تشریح وتفسیر بنا دیا حالانکہ اشعار جاہلیت ہوں یا عربی لغت تشریح دین حنیف میں فقط معاون ہیں اصل مرجع نہیں بلکہ اصل مرجع تو رسول رحمت ﷺ کے اقوال وافعال ہیں جنہیں امت محمدیہ سنت واحادیث سے پہچانتی ہے ۔ اور اگر دین کی تشریح وتعبیر کا اختیار نبی علیہ السلام کو نہیں تو شاید اس سے بڑھ کر کوئی بھی عمل گستاخی وتوہین کا نہیں ہے اور یہ عمل بلاشبہ کافرانہ روش ہے ۔ (یاد رہے کہ) غامدی صاحب نے رسول

رحمت ﷺ کی دینی تشریح وتبیین کی بھی حد بندی کرنے کی ناپاک جسارت کی ہے۔ نعوذ باللہ من ذلک۔

جہاں تک تواتر عملی کا تعلق ہے تو معلوم ہونا چاہیئے کہ ہر دور میں ''منکرین حدیث'' یہ حربہ استعمال کرتے رہے ہیں، نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ وغیرہ میں دلیل تواتر عملی ہے (یعنی لوگوں کا جدی پشتی عمل) کیونکہ بلا حدیث نہ تو نماز ورکعات نماز کا علم ہوتا ہے اور نہ ہی دیگر ارکان اسلام کا اور وہ حدیث کو مانتے ہیں۔ غامدی صاحب بھی اپنے آباء کے نقش قدم پر چل نکلے ہیں کو تواتر عملی کو انکار حدیث کے لئے دلیل بنا بیٹھے۔

تواتر عملی کوئی اصل دینی ماخذ نہیں ہے بلکہ حقیقتاً سنت رسول ہی سے تواتر عملی ماخوذ ہوتا ہے، ہم اپنے دور سے قرن بقرن پیچھے جائیں تو معلوم ہوگا کہ صحابہ کرام کے عملی تواتر کی دلیل کسی غیر کا عمل نہیں بلکہ خود سنت رسول علیہ السلام ہی ان کی دلیل و برھان ہے۔ پھر علاقے وقوم کی چند رسومات جو انہیں ورثے میں آباء سے ملی ہوتی ہیں انہیں کوئی بھی ذی عقل ''تواتر عملی'' قرار دیکر دین کا لبادہ نہیں پہنا سکتا الا یہ کہ کوئی ''غامدی'' ہی پیدا ہو جائے۔

سب کا جدا جدا تواتر عملی نہ تو سنت ہوتا ہے اور نہ ہی حجت ہوتا ہے اور اگر روایات کو قرآن وعقل سلیم سے متصادم قرار دیکر رد کر دیا جانا رواج پا گیا تو پھر کچھ بھی نہیں بچے گا۔ باسند روایات حجت نہیں تو پھر اشعار جاہلیت کے مراجع اور دیگر اصول فقہ وغیرہ کی کتب کس طرح حجت ہونگی کہ انہیں بطور حوالہ نقل کیا جائے؟ (جیسے غامدی صاحب کرتے ہیں)

ممکن ہے بظاہر یا کسی ایک کی عقل کے مطابق روایت قرآن سے متصادم و

معارض ہو اور حقیقتاً اور ''صحیح العقل'' کے نزدیک وہ نہ تو معارض قرآن مجید ہو اور نہ متصادم ''عقل شخصی'' اگر قبول ورد کا معیار قرار دے دی گئی تو کل کو کوئی بھی اٹھ کر قرآنی آیات میں بھی باہم تعارض دکھا کر انکار کر بیٹھے گا پھر کیا جواب دیا جائے گا؟

ہوسکتا ہے غامدی صاحب "**اذا تعارضا تساقطا**" پر عمل کریں جیسا کہ وہ حدیث کے مختلف طرق دیکھ کر انہیں ساقط الاعتبار قرار دیدیتے ہیں اور اس طرح وہ انجانے میں اپنی علمی بے بضاعتی کا اظہار کر بیٹھتے ہیں اور "**ذلک مبلغهم من العلم**" کا مصداق ٹھیرتے ہیں۔

کسی سیانے نے کہا تھا "**الناس اعداء لما جهلوا**" جاہل لوگ علم وتحقیق کے دشمن ہوتے ہیں۔

سنت کی تعریف جدید بھی اصطلاحات المحدثین کو بدل ڈالنا ہے اور یہ عمل' امام غامدی'' کے نزدیک منکرین حدیث کی جسارت ہے۔ گویا موصوف اپنے استاذ وامام کے ہاں بھی منکر حدیث شمار ہوں گے "**فويل لهم مما كتبت ايديهم**".

اگر خود ساختہ تعریفات کا دروازہ کھل گیا تو پھر غلام احمد پرویز کی طرح اللہ کا معنی کبھی اللہ کا قانون اور کبھی اس کا نظام اور کبھی نماز ''نظام ربوبیت'' کی شکل میں نکل آئے گی اور ہر وہ عقیدہ وعمل نکال لیا جائے گا جو جد امجد غامدی ''یہود وھنود'' کو بڑا محبوب ہوگا۔

غامدی صاحب بڑے طمطراق سے دعویٰ کرتے ہیں کہ ''قرأت سبعہ'' فتنہ عجم ہیں اور قرأت تو صرف ایک ہی ہے جو ہمارے ہاں متداول ہے۔

یہ بھی خوب کہی جناب نے کیا یہ حقیقت نہیں کہ قرآن مجید ہم تک جن ہاتھوں

سے پہنچا ہے ان میں قراء سبعہ میں سے پانچ عجمی ہیں اور صرف دو ہی عربی ہیں؟

کوئی شخص اگر اس مسئلہ کو اٹھا کر شور مچائے کہ قرآن فتنہ عجم ہے تو کیا اس کی یہ ''بکواس'' قابل التفات ہوگی؟ نہیں یقیناً نہیں تو پھر عجمی غامدی کا ائمہ قراء کو فتنہ عجم قرار دینا سراسر گمراہی ہے اور ان کی توہین پر مبنی فعل ہے۔

ہم بھی کہہ سکتے ہیں کہ ''محمد شفیق عرف کا کوشاہ'' جو آجکل ''جاوید احمد غامدی'' ہے بلاشبہ فتنہ عجم ہیں جس کی گواہی ان کا چہرہ بھی دیتا ہے۔

بہر حال قرأت کی بات ہو رہی ہے تو ہم پوچھیں گے کہ علامہ صاحب ایک قرأت جو آپ کے ہاں حجت ہے وہ کس دلیل سے ہے۔ کیا بلا دلیل ہے؟ اگر تواتر عملی دلیل ہے تو اور قرءات بھی ثابت ہیں ایک کا اقرار اور ایک انکار کس دلیل سے آخر؟

کہیں غامدی صاحب کنویں کے مینڈک تو نہیں جو صرف پاکستانی کنویں کو جانتے ہوں؟

قرأت ایک ہو یا ایک سے زیادہ بہر حال اس کا اولین اور اصل مرجع قرأت رسول علیہ السلام ہے اور یہ بات ہمیں سنت وحدیث سے ہی ملتی ہے۔ لہٰذا غامدی اور ان کے عجمی رفقاء کا صرف ایک قرأت کو صحیح قرار دینا اور اس کا مرجع اپنی خود ساختہ سنت وتواتر عملی کو قرار دینا صراحتاً دھوکہا ہے اور بنیادی غلطی ہے۔

یہ قرأت باسند ہم تک پہنچی ہے سلسلہ تصوف کی طرف سینہ بسینہ روایات نہیں ہیں حلقہ اشراق اور ان کے بانی کو یہ بات لازم ہے کہ وہ امت مسلمہ کی بخیہ گیری اور مسلمہ اصول امت مسلمہ کے انکار سے باز آجائیں اور کل اللہ کی بارگاہ میں سرخرو ہونے کے راستے تلاش کریں جو قرآن وسنت اور اجماع میں ہی مضمر ہیں۔

مسلمہ عقائد و اصل کو توڑ کر، مروڑ کر اور چھوڑ کر اپنی بے علمی اور بدعملی کا مظاہرہ نہ کریں کہ اللہ کا یہ فرمان ان پر صادق آئے۔

"بل کذبوا بما لم یحیطوا بعلمہ"

علماء کرام کی خدمت میں:

ماضی میں (تاریخ کے اوراق گواہ ہیں) جب کبھی دین اسلام کی تعلیم اور اس کے مرجع و ماخذ یعنی (قرآن و حدیث) پر اغیار (یہود و ھنود اور نصاریٰ و مجوس) کے اعتراضات ہوئے اھل علم ہی نے میدان عمل میں نکل کر ان کا مقابلہ کیا اور انہیں ہر ہر میدان میں شکست فاش دی اور یہ محض اللہ کی رحمت و توفیق سے ممکن ہوا کیونکہ علماء کا ایک خاص مقام ہے جس کو شریعت مطہرہ میں کبھی "یرفع اللہ الذین آمنوا منکم والذین اوتواالعلم درجات" کہہ کر اور کبھی "قل ھل یستوی الذین یعلمون والذین لا یعلمون" کہہ کر بیان کیا گیا اور کبھی یہ فضیلت و مرتبت بتلائی کہ "انما یخشی اللہ من عبادہ العلماء".

اور رسول رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے علماء کو انبیاء کا وارث قرار دیا کہ وہ انبیاء کے علوم کے وارث ہیں اور علم ہی وہ روشنی و طاقت ہے جس سے تمام قدیم و جدید باطل عقائد و نظریات کا قلع اور قمع کیا جا سکتا ہے اور فتنہ پرور منافقین کی سر کوبی کی جا سکتی ہے۔

آج "قحط الرجال" کا دور ہے۔ علماء حق ناپید ہوتے جا رہے ہیں جو موجود ہیں وہ سیاست و سیادت کی دھکم پیل میں گم ہو چکے ہیں۔ کچھ نے یہ راستہ اختیار کیا کہ فلاں شخص کافر و ملحد ہے اس کا عقیدہ کفر و زندقت ہے لہٰذا اسے اس کے حال پر چھوڑ دیا جائے اور بس۔

مگر علماء کرام کو سوچنا ہوگا کہ وہ اپنے وجود میں مشعل راہ ہیں عوام کی نگاہیں ان کی طرف اٹھتی ہیں اگر یہ مشعل بھی بجھ گئی تو راہ کیسے ملے گی اور راہ کون دکھائے گا کون کفر و اسلام کے فرق کو واضح کرے گا؟

اگر علماء دفاع اسلام کے لئے میدان عمل میں نہیں آئے تو پھر کون آئے گا؟ اپنے فکری طرز عمل پر نظر ثانی کیجئے اپنی ذمہ داریوں کو سمجھتے ہوئے میدان عمل میں آیئے کہ باطل قوتوں کو روکنے کا اور اللہ کی بارگاہ میں سرخروئی کا یہی راستہ ہے فقط یہی راستہ۔ واللہ المستعان۔

عوام الناس کی خدمت میں:

عوام الناس کی بھی اس سلسلے میں یقیناً بڑی ذمہ داری ہے، ہر سنی سنائی بات کو جس طرح آگے بڑھانے کا رواج چل نکلا ہے یہ سراسر غلط ہے بلکہ صحیح طریقہ یہ ہے کہ حسب توفیق ہر بات کی جانچ پھٹک اور تحقیق کی ضرورت ہے اور اتباع صرف ''العلم'' کی کرنا ہے وہ علم جو قرآن وسنت کی شکل میں ہمارے درمیان موجود ہے۔

ہر شخص کو چاہیئے کہ اہل علم سے وابستہ رہے کتب دینیہ کو خیر جلیس سمجھے مطالعہ اسلام کو بڑھائے کہ یہی دفاع اسلام کی سبیل ہے اور سب سے بڑھ کر یہ کہ عمل صالح میں کسی قسم کی کوئی کوتاہی نہ برتے۔

زیر نظر ''کتابچہ'' فقط اہل علم کے ان مؤاخذات سے ماخوذ ہے جس میں انہوں نے غامدی اور فکر غامدی کی غلطیوں کو آشکار کیا ہے اور فہم سلف صالحین سے حلقہ اشراق کا منحرف ہونا ذکر کیا ہے۔ اس سلسلے میں ہمارے لئے چند ایک ماہنامے (رسالے) بھی معاون ثابت ہوئے ہیں اور ایک آدھ جملہ غامدی

صاحب کی ''برھان'' سے بھی ذکر کیا گیا ہے۔

یہ ایک سرسری جائزہ ہے۔ ان شاء اللہ تفصیلی تحریر کا ارادہ ہے جس میں موصوف کی اصل کتب سے عبارات تحریر کر کے اس پر ٹھوس اصولی بحث ہو گی۔

ربنا لا تزغ قلوبنا بعد اذ ھدیتنا وھب لنا من لدنک رحمۃ انک انت الوھاب.

وصلی اللہ تعالیٰ علی نبیہ وعلی آلہ وصحبہ اجمعین.

تعارف جاوید احمد غامدی:

جاوید احمد غامدی کی پیدائش 18 اپریل 1951 کو ضلع ساہیوال کے ایک گاؤں جیون شاہ کے نواح میں ہوئی آبائی گاؤں ضلع سیالکوٹ قصبہ (داؤد) اور آبائی پیشہ زمینداری ہے۔

مدرسہ فراہی کے نامور عالم اور محقق جناب امین احسن اصلاحی سے انہیں شرف تلمذ حاصل رہا ہے ان کے دادا نور الہی کو لوگ گاؤں کا مصلح کہتے تھے۔ اسی لفظ سے مصلح کی تعریب سے اپنے لئے غامدی کی نسبت اختیار کی اور اب اسی رعایت سے جاوید احمد غامدی کہلاتے ہیں۔ دانش سرا، المورد، ماہنامہ اشراق، ماہنامہ رینی رساں کے بانی اور برھان، میزان، البیان، الاشراق اور خیال وخامہ کے مصنف ہیں۔

(دیکھئے ویب سائیٹ وکیپیڈیا نیز مقامات بھی دیکھئے)

ادارہ مجلس التحقیق الاسلامی نے اپنے ماہنامہ رسالہ ''محدث'' میں موصوف کے موجودہ نام سے قبل ایک اور نام کا ذکر کیا ہے جسے بدل دیا گیا وہ نام ہے ''محمد شفیق عرف کاکوشاہ'' اور بعد میں صرف جاوید احمد تھے۔ ''غامدی'' کا لاحقہ بعد میں لگا۔

(دیکھئے ماہنا ''محدث'' لاہور جون 2006ء جلد 38 شمارہ نمبر 6)

رفقاء غامدی:

مسٹر غامدی کے رفقاء ومعاونین میں طالب محسن، منظور الحسن، شہزاد سلیم، معز امجد، عمار خان ناصر، محمد سمیع مفتی، ساجد حمید، محمد رفیع مفتی، نعیم احمد بلوچ، ڈاکٹر محمد فاروق خان، محمد بلال، کوکب شہزاد وغیرہ کے نام قابل ذکر ہیں۔ ان کی گمراہ کن ویب سائٹس کی تفصیل کچھ اس طرح ہے۔

....

ویب سائٹس:

المورد، انڈر سٹینڈنگ اسلام، رینی ساں، دانش سرا، اسٹیڈنگ اسلام، مصعب اسکول، ہم سب دوست۔

استاذ غامدی:

اپنے استاذ ''امام'' امین احسن اصلاحی کے بارے میں لکھتے ہیں۔ ''میں نے امین احسن کو سب سے پہلے 1973ء میں دیکھا اور پھر کسی اور طرف نہیں دیکھا۔
(مقامات صفحہ 42)

مزید لکھتے ہیں'' میں نے بھی بہت عالم دیکھے بہتوں کو پڑھا اور بہتوں کو سنا ہے لیکن امین احسن اور ان کے استاذ حمید الدین فراہی کا معاملہ وہی ہے کہ:

غالب نکتہ داں سے کیا نسبت
خاک کو آسمان سے کیا نسبت (دیکھئے مقامات صفحہ 64)

تبصرہ: مولانا امین احسن اصلاحی کیا تھے؟ حافظ عبدالرحمٰن مدنی حفظہ اللہ نے ایک مرتبہ لکھا تھا'' انہیں مولانا اصلاحی کی علمی خدمت سے استفادہ کا موقعہ ملتا رہا ہے۔۔۔ مگر جب میں نے مسٹر غلام احمد پرویز کے نظریات اور مغالطوں کے جواب دینے کی طرف توجہ دلوائی تو اسی اثناء میں مولانا اصلاحی کے''احباب خاص'' کی ٹولی وہاں پہنچ گئی جس پر مولانا موصوف طیش میں آگئے اور مجھے مخاطب کر کے (میرے مشورہ پر تبصرہ کرتے ہوئے) کہنے لگے میں اس (حدیث کی حمایت کا مشورہ دینے والے) کو کچلنا چاہتا ہوں۔۔۔۔ بعد ازاں ایک عرصہ مولانا کی خدمات حدیث اسی رنگ میں سامنے آتی رہیں اور دل پر پتھر رکھ کر ہم برداشت

کرتے رہے۔ (دیکھئے ماہنامہ ''محدث'' لاہور اگست 2001ء جلد 33 شمارہ 8)

☆ حافظ صلاح الدین یوسف حفظہ اللہ رقم طراز ہیں'' راقم کے خیال میں مولانا موصوف ان لوگوں میں سے ہیں جن کو ان کی ذہانت کی فراوانی نے زیغ و ضلال میں مبتلا کر دیا اور ''اضلـه الله على علم'' کا مصداق بنا دیا۔ کچھ آگے چل کر فرماتے ہیں وہ'' کیونکہ عمر'' کے آخری دور میں ان کے زبان وقلم سے ایسی چیزیں منظر عام پر آئی ہیں جو صریح گمراہی پر مبنی ہیں، بلکہ اجماع امت سے انحراف کی وجہ سے ان پر کفر تک کا اطلاق ممکن ہے۔ (دیکھئے ماہنامہ ''محدث'' لاہور اگست 2001ء)

☆ ایک حدیث: (جو رجم سے متعلق ہے) کے متعلق موصوف ومسٹر غامدی رقم طراز ہیں'' استاذ امین احسن اصلاحی نے اس کے بارے میں بالکل صحیح لکھا ہے: یہ روایت بالکل بیھودہ روایت ہے۔ (دیکھئے برھان صفحہ 62 از غامدی)

ہم یہی کہہ سکتے ہیں کہ نعوذ بالله من ذلک.

قارئین یہ ہے مسٹر غامدی اوران کے نام نہاد استاذ امام امین احسن اصلاحی کا چہرہ جو اتنا مکروہ ہے کہ کوئی بھی سچا محبّ رسول علیہ السلام انہیں اوران کے'' حلقہ اشراق'' کو کبھی بھی دین اسلام کا مجدد ومحسن شمار نہیں کرے گا بلکہ انہیں وہ ولیدہ یہود وگماشتہ ھنود ہی سمجھے گا۔

موجودہ دور میں مسلمانوں کے مسلمہ اصولوں سے انحراف کی جو (بدبودار) ہوا چلی ہے موصوف غامدی صاحب اس ہوا کے پھیلانے میں اپنی تمام تر'' اھواء'' کو بروئے کار لارہے ہیں اور شاید اسی لئے وہ ایک متجدد اسکالر کی صورت میں پاپولر ہوئے ہیں۔

اسی طرح موجودہ حکومت کی اسلام دشمنی پر مبنی جس قدر بھی پالیسیاں بن رہی ہیں یا منظر عام پر آ رہی ہیں موصوف اس میں ''دست تعاون'' بڑھانا اپنا فریضہ سمجھتے ہیں اور جھوٹی و نام نہاد روشن خیالی (جو حقیقتاً بے راہ روی و فحاشی عریانی کا تحفظ ہے) کی تائید میں قرآن وسنت اور اجماع امت توڑ مروڑ کر پیش کرنے کو شاید ''جہاد فی سبیل اللہ'' اور سبیل لاعلاء کلمۃ اللہ سے تعبیر کرتے ہیں، موسیقی ہو، رقص وسرور کی محفلیں ہوں عورتوں کا بے پردہ گھومنا ہو، داڑھی کو شعائر اسلامی سے خارج کرنا ہو، مرتد و بے دین کو تحفظ دینا ہو، بدکاری کو پروٹوکول دینا ہو تو موصوف قرآن اور اپنی خود ساختہ سنت سے (اپنے زعم میں) دلائل و براہین کا انبار لگا دیتے ہیں، خواہ وہ سمجھ میں نہ آنے والی بحث طویل ہی کیوں نہ ہو مگر موصوف کے ہاں وہ دلیل کا درجہ رکھتی ہے اور صرف دلیل ہی نہیں بلکہ حجت بھی ہے کیونکہ موصوف کے ہاں دلیل ہونا الگ ہے اور حجت ہونا الگ۔

اور ستم در ستم یہ کہ اپنے مزعومہ عقائد ونظریات کے لئے شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ، امام ابن قیم، امام شوکانی (رحمہم اللہ اجمعین) کو اپنا پیش رو قرار دینے سے بھی نہیں شرماتے۔فعلیہ ما علیہ۔

طریقہ واردات:

موصوف غامدی صاحب اور ان کے حلقہ یاراں کا طریقہ واردات بھی بڑا ہی عجیب ہے اتباع سے زیادہ اعتدال پسند دکھائی دیتے ہے۔ اصول ومبادی لکھ کر بھی کوئی اصول مسلمہ ومتفقہ (ان کے ہاں) نہیں نہ وہ اس کی پابندی کرتے ہیں کہ دروغ گورا حافظہ نہ باشد۔

اسی طرح ''میزان'' لکھ کر بھی کوئی میزان و پیمانہ آج تک قائم نہ کر سکے کہ

قرآن وسنت کی تعریف ہی صحیح کر سکیں بلکہ منکرین حدیث کی طرح ہر مسئلہ میں پینترا بدلتے دکھائی دیتے ہیں جس کی مثالیں ان کی بے اصولی کتاب ''اصول و مبادی'' میں دیکھی جا سکتی ہیں۔

ماننے پر آئیں تو بلا سند روایات مانتے چلے جاتے ہیں اور نہ ماننے پر آئیں تو باسند صحیح متصل و مرفوع احادیث وسنن کو بھی نہ مانیں حتیٰ کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو شارح کتاب اللہ مان کر بھی ''تبیین نبوی'' یا بالفاظ دیگر شرح نبوی کی بھی حد بندی موصوف نے (عجمی ہونے کے باوجود) کرنے کی کوشش ناپاک کی ہے جسے آپ ''برھان'' میں دیکھ سکتے ہیں۔کوئی سمجھانا چاہے تو ''انداز واردات'' یہ اپناتے ہیں کہ جی آپ نے میرا موقف سمجھا ہی نہیں؟ متکلم اپنی منشاء کو زیادہ جانتا ہے وغیرہ وغیرہ۔

اسی طرح تحریری طور پر موصوف کا علمی محاسبہ ہو جائے تو کہتے ہیں ہمیں اس کے جواب کی ضرورت ہی نہیں یہ تو بالکل ہی بے وزن ہے۔

(حالانکہ ہر صاحب مطالعہ جانتا ہے کہ بالکل یہی انداز تمام فرق ضالہ اور اس کے حامیان کا ہمیشہ سے رہا ہے۔) کسی کے موقف کو کیسے سمجھا جائے یہی نا کہ اس کی تحریر دیکھی جائے اسے نقل کر کے اس پر تبصرہ و نقد کی جائے اور بس۔۔۔

الحمدللہ اب تک افکار غامدیہ و حلقہ اشراق کے سلسلے میں اھل علم نے جو کچھ بھی کیا ہے وہ بالکل مذکورہ قاعدے کے تحت ہی کیا ہے۔مگر جناب کو اصرار ہے کہ میرا موقف سمجھے نہیں آپ میری تحریریں پڑھیں۔ وغیرہ وغیرہ

اصول مسلمہ ومتفقہ کو توڑنا استاذ غامدی'' مولانا امین احسن اصلاحی'' کی نظر میں:

دین کی اصطلاحات کے مسلمہ معانی و مفاہیم بدلنا منکرین حدیث کی دیرینہ عادت ہے مولانا امین احسن اصلاحی بھی اس حرکت کو منکرین حدیث کی جسارت قرار دیتے ہوئے رقم طراز ہیں۔

امت کے جس تواتر نے قرآن کریم کو ہم تک منتقل کیا ہے اسی تواتر نے دین کی تمام اصطلاحات کا عملی مفہوم بھی ہم تک منتقل کیا ہے۔ اگر فرق ہے یہ فرق ہے کہ ایک چیز قولی تواتر سے منتقل ہوئی ہے دوسری چیز عملی تواتر سے۔ اس وجہ سے اگر قرآن مجید کو ماننا ہم پر واجب ہے تو ان ساری اصطلاحات کی اس عملی صورت کو ماننا بھی واجب ہے جو سلف سے خلف تک بالتواتر منتقل ہوئی ہے۔ ان کی صورت میں اگر کوئی جزوی قسم کا اختلاف ہے تو اس اختلاف کی دین میں کوئی اہمیت نہیں ہے۔ پانچ وقت کی نمازیں سب جانتے اور مانتے ہیں اور اسی قطعیت کے ساتھ جانتے اور مانتے ہیں جس قطعیت کے ساتھ قرآن کو جانتے اور مانتے ہیں، رہا بعض جزوی امور میں کوئی فرق تو یہ فرق کوئی اہمیت رکھنے والی شئے نہیں ہے۔

اس طرح کے معاملات میں دلائل کی روشنی میں جس پہلو پر بھی جس کا اطمینان ہو اس کو اختیار کرسکتا ہے۔

منکرین حدیث کی یہ جسارت کہ وہ صوم وصلاۃ، حج وزکوۃ اور عمرہ وقربانی کا مفہوم بھی اپنے جی سے بیان کرتے ہیں اور امت کے تواتر نے ان کی جو شکل ہم تک منتقل کی اس میں اپنی ہوائے نفس کے مطابق ترمیم وتغیر کرنا چاہتے ہیں، صریحاً خود

قرآن مجید کے انکار کے مترادف ہے اس لئے کہ جس تواتر نے ہم تک قرآن کو منتقل کیا ہے اسی تواتر نے ان اصطلاحات کی عملی صورتوں کو بھی ہم تک منتقل کیا ہے۔ اگر وہ ان کو نہیں مانتے تو پھر خود قرآن کو ماننے کے لئے بھی کوئی وجہ باقی نہیں رہ جاتی۔

اصطلاحات کے معاملے میں تنہا لغت پر اعتماد بھی ایک بالکل غلط چیز ہے۔ صوم وصلوٰۃ کا لغت میں جو مفہوم بھی ہو لیکن دین میں ان کا وہی مفہوم معتبر ہوگا جو شارع نے واضح فرمایا ہے۔ (مقدمہ تدبر قرآن)

نظریات وفکر غامدی ایک نظر میں:

1۔ قرآن کی صرف ایک ہی قراءت درست ہے، باقی سب قراءتیں عجم کا فتنہ ہیں۔ (میزان، صفحہ 26,25 طبع دوم اپریل 2002)

2۔ سنت قرآن سے مقدم ہے۔ (میزان، صفحہ 52 طبع دوم اپریل 2002)

3۔ سنت صرف افعال کا نام ہے۔ اس کی ابتدا حضرت محمد ﷺ سے نہیں بلکہ حضرت ابراہیم علیہ السلام سے ہوتی ہے۔

(میزان، صفحہ 10 طبع دوم اپریل 2002)

4۔ سنت صرف ستائیس (۲۷) اعمال کا نام ہے۔

(میزان، صفحہ 10 طبع دوم اپریل 2002)

5۔ ثبوت کے اعبار سے سنت اور قرآن مین کوئی فرق نہیں۔ ان دونوں کا ثبوت اجماع اور عملی تواتر سے ہوتا ہے۔ (میزان، صفحہ 10 طبع دوم اپریل 2002)

6۔ حدیث سے کوئی اسلامی عقیدہ یا عمل ثابت نہیں ہوتا۔

(میزان، صفحہ 64 طبع دوم اپریل 2002)

7۔دین کے مصادر و ماخذ قرآن کے علاوہ دین فطرت کے حقائق، سنت ابراہیمی اور قدیم صحائف ہیں۔

(میزان، صفحہ 48 طبع دوم اپریل 2002)

(یادرہے کہ اسلام میں قرآن، سنت، اجماع اور قیاس ماخذ شریعت ہیں۔)

8۔دین میں معروف اور منکر کا تعین فطرت انسانی کرتی ہے۔

(میزان، صفحہ 49 طبع دوم اپریل 2002)

9۔نبی ﷺ کی رحلت کے بعد کسی شخص کو کافر قرار نہیں دیا جاسکتا۔

(ماہنامہ اشراق، دسمبر 2000، صفحہ 55,54)

(اس کا مطلب یہ کہ قادیانی غیر مسلم نہیں ہیں۔)

10۔زکوٰۃ کا نصاب منصوص اور مقرر نہیں ہے۔

(قانون عبادات، صفحہ 119، طبع اپریل 2005ء)

11۔اسلام میں موت کی سزا صرف دو جرائم (قتل نفس اور فساد فی الارض) پر دی جاسکتی ہے۔ (برہان، صفحہ 143، طبع چہارم، جون 2006ء)

(میزان، صفحہ طبع دوم اپریل 2002)

12۔دیت کا قانون وقتی اور عارضی تھا۔

(برہان، صفحہ 18,19 طبع چہارم، جون 2006ء)

13۔قتل خطا میں دیت کی مقدار منصوص نہیں ہے اور یہ ہر زمانے میں تبدیل کی جاسکتی ہے۔ (برہان، صفحہ 18 طبع چہارم جون 2006ء)

14۔عورت اور مرد کی دیت (Blood Money) برابر ہوگی۔

(برہان، صفحہ، 18 طبع چہارم جون 2006ء)

15۔مرتد کے لئے قتل کی سزا نہیں ہے۔

(برہان صفحہ 140 طبع چہارم جون 2006ء)

16۔شادی شدہ اور کنوارے زانی دونوں کے لئے ایک ہی حد سو کوڑے ہے۔
(میزان، صفحہ 300,299 طبع دوم اپریل 2002)

17۔شراب نوشی پر کوئی شرعی سزا نہیں ہے۔

(برہان صفحہ 138 طبع چہارم جون 2006ء)

18۔غیر مسلم بھی مسلمانوں کے وارث ہو سکتے ہیں۔

(میزان، صفحہ 171 طبع دوم اپریل 2002)

19۔سؤر کی کھال اور چربی وغیرہ کی تجارت اور ان کا استعمال شریعت میں ممنوع نہیں ہے۔ (ماہنامہ اشراق، اکتوبر 1998ء صفحہ 79)

(میزان، صفحہ 168 طبع دوم اپریل 2002)

20۔اگر میت کی اولاد میں صرف بیٹیاں وارث ہوں تو ان کو والدین یا بیوی (یا شوہر) کے حصوں سے بچے ہوئے ترکے کا تہائی حصہ ملے گا۔ ان کو کل ترکے کا دو تہائی 2/3 نہیں ملے گا۔ (میزان حصہ اول، صفحہ 70 طبع مئی 2002)

(میزان، صفحہ 168 طبع دوم اپریل 2002)

21۔عورت کے لئے دوپٹہ یا اوڑھنی پہننا شرعی حکم نہیں۔

(ماہنامہ اشراق، مئی، 2002ء صفحہ 47)

22۔کھانے کی صرف چار چیزیں ہی حرام ہیں: خون، مردار، سؤر کا گوشت اور غیر اللہ کے نام کا ذبیحہ۔

(میزان، صفحہ 311 طبع دوم اپریل 2002)

23۔ بعض انبیاء قتل ہوئے ہیں مگر کوئی رسول کبھی قتل نہیں ہوا۔

(میزان، حصہ اول صفحہ 21 طبع 1985)

24۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام وفات پا چکے ہیں۔

(میزان، حصہ اول صفحہ 21 طبع 1985)

25۔ یاجوج ماجوج اور دجال سے مراد مغربی اقوام ہیں۔

(ماہنامہ اشراق، جنوری 1996ء صفحہ 61)

26۔ جانداروں کی تصویریں بنانا بالکل جائز ہے۔

(ادارۂ المورد کی کتاب ''تصویر کا مسئلہ'' صفحہ 30)

27۔ موسیقی اور گانا بجانا بھی جائز ہے۔

(ماہنامہ اشراق، مارچ 2004ء صفحہ 19,8)

28۔ عورت مردوں کی امامت کرا سکتی ہے۔

(ماہنامہ اشراق، مئی 2005ء صفحہ 35 تا 46)

29۔ اسلام میں جہاد و قتال کا کوئی شرعی حکم نہیں۔

(میزان، صفحہ 264 طبع دوم اپریل 2002ء)

30۔ کفار کے خلاف جہاد کرنے کا حکم اب باقی نہیں رہا اور مفتوح کافروں سے جزیہ لینا جائز نہیں۔

(میزان، صفحہ 264 طبع دوم اپریل 2002)

اہل علم جانتے ہیں کہ مذکورہ بالا تمام عقائد ونظریات قرآن وسنت اور اجماع امت کے خلاف ہیں اور ان سے دین اسلام کے مسلمات کی نفی ہوتی ہے۔ تفصیل کے لئے دیکھئے ''غامدی مذہب کیا ہے'' از محمد رفیق چوہدری۔

....

غامدی، فکر غامدی اور حلقہ اشراق پر علماء کے تبصرے:

☆ شیخ ارشاد الحق اثری حفظہ اللہ فرماتے ہیں۔ الغامدی صاحب بلاشبہ بڑے ادیب، عربی اور اردو دونوں زبانوں میں مہارت رکھتے ہیں۔ مگر یہ بات بھی کسی صاحب نظر سے مخفی نہیں کہ ان کے اپنے مخصوص نظریات ہیں اتباع سے زیادہ اعتدال پسند ہیں۔ قرآن پاک کی تفسیر وتعبیر میں ان کی فکر اپنے شیخ کی طرح سلف سے مختلف ہے۔ (دیکھئے مقالات اثری)

رسالہ ''الاعتصام'' لاہور کے مدیر محترم نے شیخ اثری کی مؤدبانہ اپیل'' یعنی غامدی اور موقف غامدی کی نشاندہی پر جناب شیخ اثری صاحب کو لکھا!

فاضل مضمون نگار نے جس تساہل بلکہ تغافل کی طرف توجہ مبذول کروائی ہے وہ فی الواقع اسی تحریف معنوی کا آئینہ دار ہے جس کی تردید جناب غامدی صاحب نے ڈاکٹر طاہر القادری کے ضمن میں فرمائی ہے دراصل غامدی صاحب کے شذرات پڑھتے ہوئے طاہر القادری صاحب کی جدت آفرینی ذہن پر اس طرح غالب آگئی کہ غامدی صاحب کی جدت آفرینی نظروں سے اوجھل ہوگئی۔ دراں حالیکہ دونوں ہی حضرات تحریف معنوی کے مرتکب ہوئے ہیں اعاذنا اللہ منہ۔ (دیکھئے مقالات ازاثری)

☆ حافظ صلاح الدین یوسف صاحب حفظہ اللہ رقم طراز ہیں:

غامدی صاحب نے امت کے اجماعی اور متفق علیہ مسائل ہی کا انکار نہیں کیا بلکہ نصوص قرآنی تک سے انحراف کرنے میں کوئی تامل نہیں کیا ہے۔ اور غامدی صاحب کے ساتھ ان کے تلامذہ بھی مسلمات اسلامیہ کے انکار پر اتر آئے ہیں چنانچہ

جنوری 1996ء کے ماہنامہ ''اشراق'' لاہور میں سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کے قیامت کے قریب نزول آسمانی سے، ظہور امام مہدی وخروج دجال سے اور یاجوج و ماجوج کے وجود سے بھی انکار کر دیا گیا۔ (دیکھئے ماہنامہ 'محدث' لاہور ماہ اگست 2001 جلد 33 شمارہ 8)

☆ محمد رفیق چودھری صاحب حفظہ اللہ فرماتے ہیں:

میرے نزدیک غامدی صاحب نہ صرف منکر حدیث ہیں بلکہ اسلام کے متوازی ایک الگ مذہب کے علمبردار ہیں۔۔ وہ اپنے منگھڑت اصول حدیث رکھتے ہیں۔ حدیث وسنت کی اصطلاحات کی معنوی تحریف کرتے ہیں اور ہزاروں احادیث صحیحہ کی حجیت کا انکار کرتے ہیں۔

مزید رقم طراز ہیں کہ! غامدی صاحب (۱) سنت کی ابتداء سیدنا محمد علیہ السلام سے ماننے کے بجائے سیدنا ابراہیم علیہ السلام سے مانتے ہیں (۲) سنت کو تنہا نبی علیہ السلام کی روایت قرار دینے کے بجائے دو انبیائے کرام (یعنی سیدنا ابراہیم وسیدنا محمد علیہما السلام) کی مشترکہ روایت قرار دیتے ہیں (۳) سنت کی اسلامی اصطلاح کی متفقہ اور مسلمہ اجماعی تعریف اور مفہوم۔۔۔ یعنی شریعت کے وہ احکام جو رسول اللہ ﷺ کے قول، فعل یا تقریر (خاموش تائید) کے ذریعے ثابت ہوں۔۔۔ کو چھوڑ کر اس کی من گھڑت اور خود ساختہ تعریف کرتے ہیں اور اس سے اپنا من پسند مفہوم نکالتے ہیں لہٰذا ہمارے نزدیک وہ منکرین حدیث کی صف میں کھڑے ہیں اور ہمیں کہنا پڑتا ہے کہ وہ بھی منکر حدیث ہیں۔ (دیکھئے ماہنامہ 'محدث' لاہور جنوری 2008ء جلد 40 شمارہ 1)

ایک اور جگہ لکھتے ہیں:

جناب جاوید احمد غامدی اس حلقہ ''فکر فراہی'' کے ایک نمائندہ فرد ہیں جس نے دور حاضر میں تجدد اور انکار حدیث کی نئی طرح ڈالی ہے اور اپنے چند خود ساختہ اصولوں کو تحقیق کے نام سے پیش کرنے کی جسارت کی ہے۔ (ماہنامہ 'محدث' لاہور جون 2006ء جلد 38 شمارہ 6)

☆ حافظ طاہر الاسلام عسکری حفظہ اللہ رقم طراز ہیں:

سرسید کے اعتزالی فکر کی دوسری کڑی جناب غلام احمد پرویز ہیں جو اپنے امام سرسید احمد خان کے نقش قدم پر چلتے ہوئے لغت پرستی اور انکار سنت کے حوالے سے کافی معروف ہوئے۔ غلام احمد پرویز کے بعد اب ان کی فکر کو جناب جاوید احمد غامدی نے کچھ اختلاف کے ساتھ علمی رنگ دینے کی کوشش کی ہے۔ البتہ سرسید اور غلام احمد پرویز کے انجام سے بچنے کے لئے جناب غامدی صاحب نے اس فکر کو ایک نئے رنگ وروپ میں پیش کیا۔ انہوں نے لغت قرآن کے بجائے عربی معلیٰ یعنی عربی محاورے کا نعرہ لگایا اور انکار سنت کا کھلم کھلا دعویٰ کرنے کے بجائے حدیث و سنت میں فرق کے عنوان سے اس مقصد کو پورا کیا اس کے باوجود غامدی صاحب نے اس احتیاط کے پیش نظر کہ کہیں علماء ان کو سرسید اور پرویز کے ساتھ منسوب نہ کر دیں انہوں نے اپنے آپ کو مولانا امین احسن اصلاحی اور مولانا حمید الدین فراہی کی فکر کے حاملین میں سے گنوانا شروع کر دیا۔ لیکن یہ بھی امر واقعہ ہے کہ غامدی صاحب جس اسلام کو پیش کر رہے ہیں وہ مولانا اصلاحی یا مولانا فراہی کا اسلام نہیں ہے بلکہ وہ سرسید احمد خان اور غلام احمد پرویز کا اسلام ہے اس میں کوئی شک نہیں کہ مولانا فراہی و مولانا اصلاحی میں بھی فکر اعتزال کے جراثیم موجود ہیں لیکن ان کے نظریات کو مجموعی طور پر دیکھنے سے یہ اندازہ ہوتا ہے کہ وہ اہل سنت

سے زیادہ دور بھی نہیں۔ لیکن غامدی صاحب اور ان کے شاگردوں کے فتاویٰ پڑھ کر اندازہ ہوتا ہے کہ یہ لوگ سرسید کے نقش قدم پر چلتے ہوئے بالکل ایک نئے اسلام کو پیش کر رہے ہیں کہ جس کا صحابہ کرام وتابعین عظام کے دور کے اسلام سے سرے سے کوئی تعلق ہی نہیں ہے۔

مزید لکھتے ہیں: کچھ مسلمان اسکالرز بھی علم وتحقیق کے نام پر مغربی تہذیب کو قرآن وسنت سے کشید کر کے اسے تقویت پہنچا رہے ہیں۔ افسوس ہے کہ جناب غامدی صاحب اور ان کے متبعین کا شمار بھی انہیں اسکالرز میں ہوتا ہے۔ آں جناب کی نادر تشریحات اور علمی تحقیقات سے دانستہ یا نادانستہ طور پر مغربی تہذیب کی ترویج وتائید ہو رہی ہے۔ (فکر غامدی ایک تحقیقی وتجزیاتی مطالعہ طبع مکتبہ خدام القرآن لاہور)

☆ ابوعمار زاہد الراشدی صاحب فرماتے ہیں:

غامدی صاحب نے جس انداز سے دین کی بنیادی اصطلاحات کی تشکیل نو کی ہے اور اصطلاحات کے الفاظ کو برقرار رکھتے ہوئے ان کے مفہوم ومصداق کے حوالے سے جو نیا تانا بانا بنایا ہے وہ اجتہاد اور تجدید کے قدیمی اور روایت مفہوم کے بجائے تشکیل نو کے دائرے میں آتا ہے۔ ہمارا ان سے اصولی اختلاف یہی ہے اور ہم پورے شرح صدر اور دیانت داری کے ساتھ یہ سمجھتے ہیں کہ جہاں بھی دین کے پورے ڈھانچے کی تشکیل نو کی بات ہوگی، دین کی بنیادی اصطلاحات کو نئے معانی دے کر اپنی مرضی کے نتائج حاصل کرنیکی کوشش کی جائے گی اور امت کے چودہ سو سالہ علمی ماضی کے خلاف بے اعتمادی کی فضا پیدا کر کے نئی نسل کو اس سے کاٹنے کی سوچ کارفرما ہوگی، وہاں ایسی کوششوں کا عملی نتیجہ گمراہی کا ماحول پیدا کرنے کے سوا کچھ برآمد نہیں ہوگا۔ (ایک علمی وفکری مکالمہ طبع الشریعہ اکادمی گوجرانوالہ)

☆ روزنامہ ''نوائے وقت'' لاہور کا اداریہ نگار لکھتا ہے کہ:

۔۔۔۔اسلامی نظریاتی کونسل کی رکنیت ایک منافع بخش نوکری ہے، مگر ایسی بھی نہیں کہ اس کے لئے علامہ جاوید الغامدی قرآن حکیم اور اسلامیات کی تعلیم کو فرقہ واریت، مذہبی انتہا پسندی اور ملائیت سے تعبیر کرنے لگیں۔ علامہ جاوید الغامدی اپنی لسانی اور علمی صلاحیتوں کو محض سستی شہرت حاصل کرنے کے لئے ہر روز ٹی وی مباحثوں میں نئی نئی اختراعات کرنے اور حاکموں کا قرب حاصل کرنے کے لئے اس دین اور علم کی جڑیں نہیں کاٹنی چاہئیں، جس کی وجہ سے انہیں یہ عزت حاصل ہے۔ علامہ صاحب کو یہ بات بھی یاد رکھنی چاہیے کہ علمائے حق کبھی حکومتوں کی حمایت میں اس قدر سرگرم اور پرجوش نہیں ہوا کرتے، خواتین کے جھرمٹ میں بیٹھ کر ٹی وی چینلز کی چکا چوند روشنیوں میں اسلام کی یہ بخیہ گری کم از کم علامہ جاوید الغامدی کو زیب نہیں دیتی۔

(رونامہ ''نوائے وقت'' لاہور کا ادارتی شذرہ مورخہ 5 جون 2006ء بحوالہ غامدی مذہب کیا ہے؟)

☆ جامعہ لاہور الاسلامیہ میں مجلس مذاکرہ بعنوان ''استخفاف حدیث اور غامدی نظریات''

اس مجلس مذاکرہ میں مختلف کلیات کے طلباء نے تقاریر کیں اور اپنے موضوع پر اظہار خیال فرمایا اس کی تلخیص نقل کی جاتی ہے۔

پانچویں پوزیشن حاصل کرنیوالے طالبعلم نے 'انکار حدیث کے فتنے کی مختصر تاریخ بیان کر کے جناب غلام احمد پرویز اور جاوید احمد غامدی کو ایک ہی فکر کا حامل قرار دیا اور بطور ثبوت 'انکار جہاد، انکار نزول عیسی علیہ السلام کی مثال دی جس میں دونوں ہی ہم مشترک وہم مسلک ہیں۔

چوتھی پوزیشن حاصل کرنے والے طالب علم نے ،عقیدہ ،اصول تفسیر ،اصول حدیث اور اصول فقہ کے حوالے سے فکر فراھی ،اِصلاحی اور غامدی تفردات وغیرہ کا منہج سلف صالحین سے بطلان ثابت کیا۔

تیسری پوزیشن حاصل کرنے والے طالب علم نے جناب غامدی اوران کے اماماں کو انکار حدیث کی راہ کھولنے والا قرار دیا، انہوں نے کہا کہ جاوید غامدی معتزلہ کے ساتھ فکری ہم آہنگی رکھتے ہیں اوران سے اپنی نسبت کو الزام کے بجائے اعزاز تصور کرتے ہیں۔

دوسری پوزیشن حاصل کرنے والے طلب علم نے جاوید احمد غامدی کو مغربی تہذیب کا پرچار کرنے والا قرار دیا اور بتایا کہ غامدی اپنے خود ساختہ اصولوں سے قرآن وسنت کی بنیادیں منہدم کررہا ہے۔ نیز الکفایہ وغیرہ سے انکار استدلال محض تلبیس ابلیس ہے۔انہوں نے مزید بتایا کہ یہ فرقہ صرف قرآن کو ہی وحی تسلیم کرتا ہےاور حدیث کو وحی تسلیم نہیں کرتا بطور حوالہ انہوں نے 1995ء کے شمار محدث کا حوالہ دیا۔

حافظ حمزہ مدنی حفظہ اللہ نے کہا کہ غامدی مکتب فکر کے نزدیک قرآن وحدیث کا تصور اور عقیدہ امت سے مختلف ہے۔انہوں نے کہا کہ غامدی گروہ نے ائمہ اسلاف کو چھوڑ کر بالکل نئے اصول وضع کیئے ہیں۔

مہمان خصوصی جناب حافظ حسن مدنی صاحب حفظہ اللہ نے کہا کہ فرقہ غامدیہ نے احادیث کے بارے میں ایسی نئی نئی اصطلاحات وضع کی ہیں جن کا سلف کے ہاں وجود نہیں ہے اور پرانی اصطلاحات کو ایسے معانی پہنائے ہیں جوان کے وضع کرنے والوں کے وہم وگمان میں بھی نہیں تھے۔

انہوں نے کہا کہ اس گروہ نے اصطلاحات سے کھیل کر عوام الناس کو بے

وقوف بنانے کا سلسلہ شروع کر رکھا ہے ان کی وضع کردہ اصطلاحوں کی مثال ایسی ہی ہے جیسے یہاں دینی مدرسہ کے طلبہ فزکس یا ریاضی کی اصطلاحات مقرر کرنا شروع کر دیں۔ جس طرح ہماری مقرر کردہ اصطلاحات کا ان علوم کے ماہرین کے ہاں کوئی وزن نہیں ہوگا ایسے ہی ان کی وضع کردہ اصطلاحات علماء کے ہاں پرکاہ کی حیثیت نہیں رکھتیں۔

انہوں نے کہا کہ یہ لوگ عوام الناس کو یہ کہہ کر مطمئن کرتے ہیں کہ ہم سنت رسول کو مانتے ہیں لیکن یہ ان کا صریح دھوکا ہے۔

☆ اسلامی مسلمات سے انحراف ان کا طرۂ امتیاز ہے:

اصولوں میں انحراف، عقائد میں انحراف، مسائل میں انحراف، عالمی موقف، ثقافتی ایجنڈا، اصولوں میں جیسے خود ساختہ سنت کی تعریف، انکار اجماع وغیرہ عقائد میں جیسے حیات مسیح کا انکار، حدیث نبوی وحی نہیں وغیرہ۔ مسائل میں جیسے مرتد کی سزا کا انکار، قرءات سبعہ کا انکار، رجم کا انکار وغیرہ، عالمی موقف میں جیسے بیت المقدس کے یہودی اصل حقدار ہیں، جہاد کشمیر دہشت گردی ہے وغیرہ۔ ثقافت میں جیسے پردہ ضروری نہیں، موسیقی جائز ہے مجسمہ بنانا جائز ہے وغیرہ وغیرہ۔ (تفصیل کے لئے دیکھئے ماہنامہ 'محدث' لاہور ماہ اکتوبر 2004ء جلد 36 شمارہ 10)

☆ ماھنامہ ''محدث'' لاہور کے مدیر اعلیٰ جناب حافظ عبدالرحمن مدنی حفظہ اللہ حلقہ اشراق کی کتاب ''تصویر کا مسئلہ'' کے سلسلے میں ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے فرماتے ہیں:

حلقہ اشراق جس طور مغربیت کی طرف بڑھ رہا ہے وہ اسلامی معاشرے اور امت مسلمہ کے لئے بڑا خطرناک رجحان ہے بالخصوص وحی کی دو صورتوں قرآن و حدیث کو باھمی ٹکرا کر جس طرح مغربی ثقافت کے لئے راہ ہموار کی جا رہی ہے وہ

خوفناک سازش ہے۔

اس سلسلہ میں ان میں فکر ونظر کی جو کجی پائی جاتی ہے اور دین وشریعت کی پابندی کے بجائے عقل وفطرت کے دعووں سے افراط وتفریط کا جو دور دورہ ہے اس سے اہل علم بھی پریشان ہیں۔ کیونکہ مسٹر جاوید احمد غامدی عموماً امت مسلمہ کے ماضی، ائمہ اسلاف اور فقہائے کرام کا ذکر یوں توہین آمیز انداز میں کرتے ہیں کہ یہ الہامی انکشاف انہیں پہلی دفعہ ہوا ہے جبکہ علمائے امت فہم شریعت اور عقل و بصیرت سے محروم تھے۔ چنانچہ اسی تجدد کے شوق میں وہ حدیث رسول کو وحی تسلیم کرنے سے بہانہ بہانہ گریزاں ہیں تاکہ اہل سنت کے علی الرغم اعتزال ونیچریت کے لئے راہیں ہموار کریں۔

حلقہ غامدی کے قلمکار جاوید احمد غامدی کی تعلّی کے زعم میں علماء امت کے عمومی رجحانات کے حوالہ سے مشرقی ثقافت پر تنقید کرتے رہتے ہیں۔ جس سے واضح ہے کہ وہ غلام احمد پرویز کی طرح علماء وفقہا لوگوں کو بدظن کر کے مسٹر غامدی کی امامت منوانا چاہتے ہیں۔ اگرچہ ماضی میں بھی قرآن وحدیث (وحی) کی حکمتیں اور معرفتیں معلوم کرنے یا بیان کرنے کا کام امت میں بہت سے جلیل القدر اہل علم نے کیا ہے لیکن ان کے برعکس مسٹر جاوید احمد غامدی کا حلقہ اپنی مزعومہ حکمتوں اور علتوں کو بھی اصل قرار دے کر اپنے نام نہاد مفروضوں کو شریعت باور کرانے پر تلا ہوا ہے جس کے لئے وہ نہ تو ائمہ محدثین کے فن ثبوت کو معیار مانتے ہیں اور نہ ہی استدلال میں فقہائے سلف کے اصولوں کی پابندی کرتے ہیں۔ جیسے مطلب برآری ہوتی ہو۔ مروجہ اصطلاحات کو استعمال تو کیا جاتا ہے لیکن ان کو من گھڑت معانی پہنا کر ہوائے نفس پوری کی جاتی ہے۔ اسی بنا پر ان کے حلقہ سے جو چیز آئے اسے کتاب وسنت کی کسوٹی پر حزم احتیاط سے پرکھ کر لینا چاہیے۔ (دیکھئے ماہنامہ 'محدث' لاہور مارچ 2004 شمارہ 3 جلد 36)

☆ شیخ الحدیث حافظ ثناء اللہ مدنی حفظہ اللہ نے ''عورت کی امامت'' کے مسئلے پر اصحاب اشراق کو نصیحت فرمائی۔۔۔ میں برادرانہ نصیحت کرتا ہوں کہ وہ مسائل میں

اسلاف امت کے خلاف شاذ اقوال کو شامل کرنے اور اسے امت میں فتنہ کا باعث بنانے سے احتراز کریں اور یہ دین کی کوئی خدمت نہیں ہے جس کو آپ لوگ نیکی سمجھ کر ادا کر رہے ہیں۔۔۔۔ایک حیا باختہ اور اسلام بیزار عورت جو اس فتنہ کی روح رواں ہے اس کا دفاع کرنا اور اس کے لئے دلائل مہیا کرنا اسلام کی کون سی خدمت ہے؟

(ماہنامہ 'محدث' لاہور، جون 2005ء جلد 37 شمارہ 6)

خلاصہ تحریر:

☆ غامدی صاحب کسی وقت' کا کوشاہ' بھی تھے اور ظاہر ہے اس سے 'فتنہ عجم' کی بو بالکل واضح آ رہی ہے۔

☆ مولانا فراہی و اصلاحی موصوف کے ائمہ میں سے ہیں اور ان دونوں بزرگوں میں جراثیم ''اعتزال و تجہم'' عند العلماء مخفی نہیں۔

☆ مولانا اصلاحی اور خود مسٹر غامدی کبھی کبھی اپنے خود ساختہ پیمانوں پر ''حدیث رسول'' کو رکھ کر ''بیہودہ'' بھی قرار دیدیتے ہیں۔ استغفراللہ

☆ موصوف جناب غامدی اور ان کے حواری ہر علمی و تحقیقی تحریر کو ''سطحیت'' کا درجہ دیتے ہیں اور اپنے موقف کے نہ سمجھے جانے کا راگ الاپتے ہیں۔

☆ موصوف کو اس قدر اختیار (اتھارٹی) حاصل ہے کہ (وہ) تبیین (شرح) رسول کی بھی حد بندی کر سکتے ہیں۔

☆ موصوف کے تفاسیر اور احادیث کی روایت و درایت میں اپنے ہی خود ساختہ ''اصول و مبادی'' اور ''میزان'' ہیں۔ جس کے لئے وہ بزعم خویش ''برہان'' بھی رکھتے ہیں۔

اللهم ارنا الحق حقا وارزقنا اتباعه وارنا الباطل باطلاً وارزقنا اجتنابه

کتبہ عبدالوکیل ناصر عفی عنہ

ادارہ اشاعت قرآن وحدیث پاکستان

کی چند مطبوعات

- فیشن کا گناہ
- مسلم معاشرہ کا دستور العمل
- بچوں کے لیے اسلامی آدابِ زندگی
- بچوں کے لیے ابتدائی قرآنی معلومات
- وسیلہ
- زبان کی حفاظت
- دائمی جنتری
- عصر حاضر میں استاد اور شاگرد کا رشتہ
- حقیقت اختلاف مطالع اور مسئلہ رؤیت ہلال
- نماز میں سر ڈھانپنے کا مسئلہ